تبرکات و نوادر

غیر مطبوعہ خطوطِ مشاہیر

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ

شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

بنام :- مولانا الحاج میاں مسرت شاہ کاکاخیلؒ

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے یہ تینوں خطوط آج سے ۵۰، ۵۵ سال قبل مولانا الحاج میاں مسرت شاہ کاکاخیلؒ فاضل دیوبند ساکنہ حکمت آباد سرڈھیری کے نام لکھے گئے۔ موصوف علمی و دینی حلقوں کی ایک جانی پہچانی شخصیت اہل علم اور مدارس عربیہ کے خیرخواہ و غمگسار اور ملی جذبات سے سرشار تھے۔ آخر وقت تک دارالعلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کے رکن رکین رہے۔ ان خطوط کے لئے ہم موصوف کے عالم باعمل فرزند مولانا سید ولایت شاہ کاکاخیل فاضل دیوبند کے ممنون ہیں۔ (الحق)

محترم المقام زید عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ والانامہ باعث سرفرازی گردید۔ از مژدۂ صحتوری مزاج وہاج جناب والد ماجد صاحب بسیار مسرور گشتیم۔ از افضال الٰہی لامتناہی امیدوار ہستیم کہ آں کریم کارساز شافی مطلق اوشاں را بزودی صحت کلیہ وقوت تامہ عطا فرماید بحرمۃ النبی علیہ السلام والہ الامجاد۔ آمین

بخدمت شان و دیگر احباب واکابر پرسان حال از ما بسیار بسیار سلام و دعا برسانید ہیچ چیز از آنجانب، بجز دعوات صالحہ آں بزرگان ضروری نیست۔ البتہ اگر ممکن باشد و تکلیفے عارض نشود، دو درخت گلاب دیسی کہ خوشبوئیش زائد تر باشد و از اعلیٰ اقسام باشد و دو درخت بیدمشک در گملہ ہا بمعیت خود بیارید ایں چیزہا از باغبانان حاصل می شود۔ ایں ہمہ بصورت سہولت وامکان است اگر صعوبت باشد بگذارید۔

والسلام مع الاحترام۔ از دیوبند ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ

اگر میسر شود عروقِ نرگس کہ مثل پیاز می باشد بست و پنج دانہ بیارید۔

ننگ اسلاف

حسین احمد غفرلہٗ

لا تیئسوا من روح اللہ

محترم المقام زید مجدکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ والد ماجد دام بقاؤہ کے امتدادِ مرض سے تفکر لاحق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے فضل وکرم سے وہ شافیٔ مطلق ان کو شفاءِ کلی عنایت فرمائے۔ آمین

درختوں کے متعلق کوئی حتمی تکلیف دینا منظور نہیں ہے۔ اگر بآسانی ہو سکے فبہا ونعمت والا فلا۔ اگر آپ کے باغ میں ننھے پودے موجود ہوں جنکی جڑیں دور تک زمین میں نہ پہنچی ہوں تو ان کو بھیج دیجئے مگر بڑے اور پرانے پودے اگر اوکھاڑے جائیں گے تو جڑیں کٹ جائیں گی اور پھر ان کا زندہ رہنا مشکل ہوگا۔ چونکہ یہاں ابھی تک موسمِ برسات باقی ہے۔ اس لئے زمین میں تری موجود ہے جو درخت اس وقت نصب ہوتے ہیں۔ بحول اللہ تعالیٰ زندہ رہتے ہیں۔ مگر ایک ماہ بعد بارش بالکل ختم ہوجائیں گی اس وقت میں درختوں کا موسم جاتا رہے گا۔ گلاب کے صرف وہ اقسام چاہتا ہوں جوکہ خوشبو عمدہ رکھتے ہوں۔ ولایتی گلابوں میں خوشبو نہیں ہوتی۔ چونکہ میں نے سنا تھا کہ پشاور کی اطراف میں دیسی گلاب بہت خوشبودار ہوتا ہے۔ اس لئے میں نے آپکو لکھا اگر ایسا نہ ہو بلکہ یہاں ہی جیسا گلاب ہوتا ہو تو اسکی حاجت نہیں۔ ممکن ہے کہ شہر پشاور میں ایسے گملے کسی باغ میں موجود ہوں جن میں بید مشک کے پودے لگے ہوئے ہوں اور فروخت ہوتے ہوں۔ اگر ایسے پودے نہ ملیں تو کچھ حرج نہیں۔ آپ اپنے باغ کے ان پودوں کو احتیاط سے کھدوائیے مگر کم عمر ہوں، ان کی جڑیں دراز ہوں اور پھر ان کی مٹی کو پھونس سے بندھوا دیجئے اور سب کو ایک ٹوکرے میں پھونس کے اندر کہہ کر مضبوط بندھوا دیجئے اور ریل میں بلٹی کر دیجئے۔ چونکہ موسم برسات ہے۔ اور مسافت بھی زیادہ دور نہیں، فرنٹیر میل میں روانہ ہوجانے سے بہت جلد یہاں پہنچ جائے گا۔ کرایہ ایسی چیزوں کا صرف آدھا دینا پڑتا ہے۔ مگر پیشگی وصول کر لیا جاتا ہے۔ مصارف جملہ میرے ذمہ ہوں گے ــــ جناب والد ماجد صاحب دام بقاؤہ اور دیگر اعزہ واحباب سے سلام مسنون عرض کر دیں۔ والسلام۔

از دیوبند ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ ننگِ اسلاف

حسین احمد غفرلہٗ

محترم المقام زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ آپکی مرسلہ بلٹی بمعہ پارسل موصول ہوئی تھی۔ مگر آپ نے والا نامہ میں اپنا پتہ نہیں لکھا تھا۔ اس لئے اسکی رسید نہ لکھ سکا۔ مجھ کو آپ کا پتہ یاد نہیں تھا۔ درخت اسٹیشن پر بلٹی پہنچنے سے چھ دن پہلے پہنچ گئے تھے مگر اسٹیشن والوں نے خبر نہ کی بلکہ اس پر سر چارج

لگا دیا۔ جب آپ کا والانامہ ملا، تب اسی وقت اسٹیشن پر آدمی گیا تو پارسل ملا درخت سب کے سب خشک ہو گئے تھے صرف ایک درخت سرسبز تھا۔ مگر خشکی صرف پتوں ہی پر تھی، شاخیں خشک نہیں ہوئی تھیں ان کی جڑوں میں چیونٹیوں نے انڈے بچے دیدیئے تھے۔ بہرحال اسی وقت ان کو نصب کر دیا گیا۔ ان میں سے چار درخت سرسبز ہو گئے ہیں اور دو ابھی تک سرسبز نہیں ہوئے، ممکن ہے کہ خشک ہو جائیں۔ نرگس صحیح وسالم تھا ان کو نصب کر دیا۔

جناب والد صاحب کی طرف سے فکر تھا۔ اگرچہ آپ نے تفصیلی حالت ان کی نہیں لکھی مگر یہ ضرور مفہوم ہوتا ہے کہ بحمداللہ ان کی طبیعت صحیح وسالم ہے۔ اللہ ان کے سایہ کو جو کہ فی الحقیقت ظل رحمانی ہے ہمیشہ قائم ودائم رکھے آمین۔ ان کی خدمت اقدس میں میرا سلام نیازمندانہ پہنچا دیجئے۔ اور استدعاء دعوات صالحہ عرض کر دیجئے۔

میرے پیر کی تکلیف عرصہ ہوتا ہے کہ بفضلہ تعالیٰ زائل ہو گئی۔ اگرچہ ممتد زمانہ تک چلتی رہی مگر کوئی زیادہ تکلیف نہ تھی۔ اسعد بحمداللہ تعالیٰ بخیر وعافیت ہے۔

برخوردار نورِ چشم کی وفات حسرت آیات سے صدمہ ہوا۔ طبعی بات ہے کہ والدین کو عموماً اور والدہ کو خصوصاً ان بچوں کی مفارقت کا سخت صدمہ ہوتا ہے۔ مگر عقلمندی کی بات یہ ہے کہ عواقب پر نظر ڈالی جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (جو کہ صحیح سند سے مروی ہے) کہ جس عورت کے اور دوسری روایت میں ہے کہ جن مرد وعورت یعنی والدین کے تین بچے یا دو بچے صغرسنی میں وفات کر جائیں وہ ماں اور باپ کے لئے دوزخ سے حجاب ہو جائیں گے۔ اس لئے مسلمان ماں باپوں کیلئے اس سے بڑھ کر کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے کہ ان کے لئے عذاب دوزخ سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے سامان مہیا فرما دیا ہو۔ دنیا میں یہ اولاد زندہ رہتی تو نہ معلوم صالح ہوتی یا طالح ماں باپ کی مطیع وفرمانبردار ہوتی یا نافرمان مستحق جنت ہوتی یا مستحق نار۔ اس کے اعمال قبیحہ سے ماں باپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں یا دن رات کی پریشانی حاصل ہوتی۔ مگر جو اولاد صغرسنی میں وفات کر گئی یقیناً خود جنت میں بھی گئی اور ماں باپ کو بھی جنت میں لے گئی۔ لہٰذا نہ صرف صبر کرنا چاہیئے بلکہ شکر اور حمد وثنا کرنا چاہیئے۔

آپ کو معلوم ہے کہ کسی امانت کو روکنا یا روکنے کی خواہش کرنا سخت ترین جرم ہے۔ اور اگر مالک امانت کو امانت واپس نہ دی جائے تو خیانت لازم آتی ہے۔ یقیناً چونکہ ہم ماں کے پیٹ سے بجز اپنے نفوس کے کوئی چیز ہمراہ نہیں لائے تھے۔ دنیا میں جو کچھ ہم کو حاصل ہوا وہ محض فضل وانعام الٰہی ہے۔ جو بطور امانت کچھ عرصہ کے لئے ہم کو دیا گیا ہے۔ اگر مالک ہم سے ان اشیاء کو واپس لیتا ہے۔ تو رنج وغم کرنا، واپسی کیلئے تیار نہ ہونا انتہائی خیانت ہو گی۔ آپ کو یاد ہو گا کہ حضرت ام سلیمؓ کا بچہ بعد از مغرب جبکہ ان کے شوہر ابو طلحہؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے ہوئے تھے، فوت ہو گیا۔ انہوں نے اس کو نہلایا کفنایا اور ایک طرف گھر میں رکھ دیا اور پھر خود نہائیں کپڑے بدلے خوشبو لگائی، عشاء کی نماز وغیرہ سے فارغ ہوئیں۔ ابو طلحہؓ تشریف لائے۔ بچہ

سے ان کو بہت زیادہ محبت تھی۔ بچہ کی بیماری کی حالت پوچھی انہوں نے فرمایا کہ پہلے کی نسبت بہت سکون کی حالت میں ہے۔ وہ خوش ہوئے اور سمجھے کہ بیماری میں تخفیف بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ حضرت ام سلیمؓ نے کھانا پیش کیا، نہایت اطمینان سے کھایا اور اطمینان سے شب کو آرام کیا اور ہمبستری کی، صبح کو جب نہا دھوکر نماز کو جانے لگے تو ام سلیمؓ نے فرمایا کہ ہمسایوں کی میرے پاس امانت ہے وہ اسکو طلب کرتے ہیں۔ میرا جی واپس کرنے کو نہیں چاہتا آپ کی کیا رائے ہے انہوں نے سختی سے فرمایا کہ امانت واپس کرو۔ ہرگز لیت ولعل مت کرو۔ یہ بہت قبیح بات ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بچہ جو کہ ہمارے پاس بطور امانت تھا۔ واپس لے لیا اسکو لے جاؤ دفن کردو۔ یہ جواب سن کر حضرت ابوطلحہؓ ششدر رہ گئے اور دفن کرنے کے بعد واقعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں نقل فرمایا۔ آپ بہت خوش ہوئے اور دونوں کے لئے بہت دعائیں دیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بعد ایک مبارک اور مقدس بچہ پیدا ہوا جو کہ خود بھی علم وعمل میں نہایت کامل ہوا اور اسکی اولاد بھی کثیر اور صاحب کمالات عظیمہ ہوئی۔

میرے محترم عنایت فرما! میں آپ سے اور آپ کی اہلیہ محترمہ اور والدین باجدین سے پر زور استدعا کرتا ہوں کہ ہرگز جزع و فزع نہ فرمائیں اور قضاء و قدر پہ خوشی سے راضی رہیں تاکہ واہب العطیات خوش ہوکر ہماری مغفرت فرمائے ہمارے لئے عذاب دوزخ سے نجات کا سامان مہیا فرمائے۔ ہمارے گناہوں کا کفارہ ظاہر ہو اور حسب ارشاد لئن شکرتم لازیدنکم نعم البدل عطا فرمائے۔ قضا و قدر پہ راضی رہنا ازبس ضروری ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأھا ان ذلک علی اللہ یسیر لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم واللہ لا یحب کل مختال فخور۔

میری طرف سے سب سے پر زور تاکید صبر وشکر کے لئے عرض کردیجئے۔ مسلمان پہ جو کچھ بھی رنج والم کی حالت وارد ہوتی ہے، کفارہ سیئات اور رافع درجات ہوجاتی ہے۔ لہٰذا مطمئن رہنا اور صابر بلکہ شاکر رہنا ازبس ضروری ہے۔ دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں۔ والسلام از دیوبند ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ

مولانا عزیر گلؔ صاحب نواکھالی سے استعفا دیکر چلے آئے ہیں۔
دیوبند ہی میں مقیم ہیں، ابھی تک کوئی صورت ملازمت کی نہیں
ہوئی ——

ننگ اسلاف
حسین احمد غفرلہ

ے اسیر مالٹا مولانا عزیر گل کاکاخیل مدظلہ